رپورٹ

دینی مدارس: شخصی وادارہ جاتی نشوونما

لاہور کے ممتاز دینی مدارس کے اساتذہ اور منتظمین کی تربیتی ورکشاپ

جامعہ لاہور الاسلامیہ، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد اور دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے باہمی اشتراک سے مدیر الجامعہ حافظ عبدالرحمن مدنی کی زیر صدارت ۲۸/جولائی ۲۰۰۵ء کو جامعہ کے کانفرنس ہال میں ایک تربیتی ورکشاپ کا انعقاد ہوا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی علمی میراث کے امین مدارسِ دینیہ کے کردار کو بہتر بنایا جائے اور اس وقت جو کمزوریاں نصابِ تعلیم، طرقِ تدریس اور تربیت کے حوالہ سے مدارسِ دینیہ میں موجود ہیں، ان کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کا حل تجویز کیا جائے تاکہ مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ دینی، سیاسی اور معاشرتی میدانوں میں مزید مؤثر کردار ادا کرسکیں۔

اس ورکشاپ میں جامعہ اشرفیہ لاہور، دار العلوم اسلامیہ کامران بلاک، جامعہ مدنیہ کریم پارک، جامعہ لاہور الاسلامیہ، جامعہ الدعوۃ مرید کے، جامعہ نعیمیہ لاہور، منہاج القرآن لاہور، قرآن اکیڈمی اور شیعہ مکتبِ فکر کے جامعۃ المنتظر کے منتظمین اور سینئر اساتذہ نے شرکت کی۔ مزید برآں ڈاکٹر محمود الحسن عارف (صدر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی) جناب ڈاکٹر راشد رندھاوا (امیر جماعت المجاہدین)، جناب سلیم منصور خالد (نائب مدیر 'ترجمان القرآن')، ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر (پروفیسر شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی) پروفیسر میاں محمد اکرم، حافظ عبدالعظیم اسد (مدیر دار السلام لاہور) اور جامعات کے مہتمم حضرات بھی شریک ہوئے نیز جامعہ ہذا کے اکثر عہدیداران بھی ورکشاپ میں شامل تھے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اُستاذ قاری عارف بشیر کی تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔ اُنہوں نے پروگرام کے مناسبِ حال تلاوت کے لئے سورۃ التوبہ کی آیات

﴿فَلَوْلاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ کا انتخاب کیا، جس میں دینی علوم کے حصول کی ترغیب اور حاملین کتاب وسنت کے اصل مشن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۹:۳۰ بجے پروگرام کے سٹیج سیکرٹری جناب راشد بخاری نے مدارسِ دینیہ کی خدمات اور اس کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے ......جن کی بدولت آج مملکتِ خداداد میں دین کی جھلک نظر آتی ہے...... پروگرام کے اغراض ومقاصد کو مختصراً بیان کیا۔

* اس کے بعد جناب خالد رحمن (ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز) سٹیج پر تشریف لائے۔ اُنہوں نے آغاز میں، ۱۹۷۹ء سے قائم شدہ اپنے ادارے کا مختصر تعارف، مقاصد، مشن، بنیادی کردار، تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیاں، دینی مدارس پر سیمینارز اور دینی مدارس پر اپنی شائع کردہ کتب کی بعض تفصیلات پیش کیں۔ اپنے موضوع پر بات شروع کرنے سے پہلے اُنہوں نے ورکشاپ کے شرکا: مدارس کے منتظمین اور اساتذہ کو مدارس کی موجودہ صورتِ حال پر باہم تبادلہ خیالات اور اس کے متعلق تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی۔

شرکا نے ملتے جلتے خیالات و رجحانات کا اظہار کیا جن کا لب لباب یہ تھا کہ مدارسِ دینیہ نے ناگفتہ بہ حالات میں بھی ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، لیکن دورِ حاضر کے بدلتے تقاضوں اور چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے مدارس کے کردار کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے ان رکاوٹوں کا بھی ذکر کیا جو مدارس کے مؤثر کردار ادا کرنے کے سامنے مانع ہیں، مثلاً دینی نظام تعلیم کے مدمقابل ایک ایسے نظامِ تعلیم کو کھڑا کر دیا گیا جو خالصتاً مادّی بنیادوں پر استوار ہے اور اسلامی علوم کا رشتہ جملہ معاشرت سے کاٹ دیا گیا۔ ایسے ہی نظریاتی مملکت پاکستان کے قیام کے باوجود حکومت نے دینی تعلیم کی ذمہ داری کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا بلکہ اس کے عملی کردار کو ختم کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔

خالد رحمن صاحب نے اپنے خطاب کا آغاز تعلیمی نظام پر اہم کتب کی نشاندہی کے علاوہ بعض مدارس کی نمایاں سرگرمیوں کے تعارف سے کیا۔ اُنہوں نے شخصی و اداراتی نشوونما کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مختلف مثالوں اور تصاویر کی مدد سے ثابت کیا کہ انسان جس کی

نشوونما کا عمل مسلسل جاری وساری ہے، اس وقت تک کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنی منزل، ہدف اور اس تک پہنچنے کے لئے وقت کا تعین نہیں کرلیتا۔ اُنہوں نے کہا کہ جب آدمی یہ سوچنا چھوڑ دے کہ میں نے دس سال بعد کیا بننا ہے تو اس کی نشوونما کا عمل رُک جائے گا لیکن اگر منزل متعین ہو اور اس تک پہنچنے کے لئے وقت بھی متعین ہو تو آدمی اس کے حصول کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کرے گا اور ناکامی کا احساس اسے مضطرب اور بے چین کردے گا۔ اُنہوں نے ہر فرد کے لئے حیاتِ مستقبل کا ایک چارٹ تشکیل دینا ضروری قرار دیا کہ جس میں منزل کے تعین کے ساتھ ساتھ اس کے لئے درکار وقت، راستہ میں حائل رکاوٹوں اور ان کے حل اور وسائل کی فراہمی کا تعین پر کافی غور وخوض کیا گیا ہو۔

اُنہوں نے معاشرتی اور سیاسی خرابیوں کے ساتھ گزارا کرنے اور بے نیازی کے رویہ کی مذمت کرتے ہوئے مزاحمتی اور تخلیقی رویہ کو مستحسن قرار دیا اور کہا کہ آج مغرب کی کامیابی اسی رویہ کی مرہونِ منت ہے جو مستقبل میں پیش آمدہ خطرات کی بو سونگھ کر ان کی گردن مروڑتے یا ان کے مقابلے میں کسی اور کو کھڑا کردیتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ دین کا تحفظ ہی تمام تر مقصود نہیں بلکہ یہ تحفظ ایک بڑے مقصد کے حصول کے لئے ہے اور وہ مقصد غلبہ اسلام ہے۔ روز بروز معاشرہ میں برائی اور انتشار کے رجحانات میں اضافہ ہمیں غور وفکر پر مجبور کرتا ہے کہ دینی مدارس اپنے کردار میں مزید تاثیر پیدا کریں۔ ہمیں برائی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دشمن کی یلغار قرار دے کر اس پر مطمئن ہونے کی بجائے بہتر کردار کے لئے مضطرب، بے چین اور کوشاں ہوجانا چاہئے۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ ہمیں تصاویر کے تمام رُخ اور اس کے ہر پہلو کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے اختلافات میں وسیع نظری پیدا کرنا چاہئے۔

اس لیکچر کا مرکزی خیال 'زندگی کے اہداف کا تعین اور اس کے لئے نظام الاوقات' اور 'دور اندیشی کے ساتھ مستقبل کا جائزہ لے کر اس کے لئے موزوں حکمتِ عملی' وضع کرنا رہا۔

۱۱:۳۰ بجے چائے کا وقفہ ہوا، جس میں شرکا کی چائے اور مفرحات سے تواضع کی گئی۔

* پروگرام کے دوسرے سیشن کا آغاز قاری احمد میاں تھانوی نائب مہتمم دار العلوم اسلامیہ

کی تلاوتِ قرآن سے ہوا۔ اُنہوں نے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔

* انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبۂ عربی کے **پروفیسر حبیب الرحمٰن عاصم** نے 'تعلیمی نفسیات' کے موضوع پر انتہائی مؤثر خطاب کیا۔

اُنہوں نے قرآن وسنت کی نصوص سے استدلال کرتے ہوئے دل و دماغ کو جسم انسانی اور تمام قوتوں کا مرکز، فلاح وصلاح کا اہم ذریعہ، جسم کے ہر عمل کا مرہونِ منت، علم کا اہم ماخذ اور احساسات وخیالات کا منبع قرار دیا۔ اُنہوں نے دیگر اعضا کے برعکس دل و دماغ کو ہر قید اور پابندی سے آزاد قرار دیتے کہا کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوسکا جو دل و دماغ کے احساسات اور نفسیات کو ماپ سکے۔

اُنہوں نے خوف و جبر اور اِکراہ کی بجائے محبت وشوق کو دل و دماغ کے مختلف احساسات وخیالات کو قابو کرنے کا اہم محرک قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ کامیاب وہ استاد ہے جو طلبا کے دل و دماغ میں علم کی لگن اور شوق پیدا کردے کیونکہ دنیا میں جن لوگوں نے بھی کائنات کے لئے مفید علمی، تاریخی اور سائنسی کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، ان کی زندگی میں جبر واِکراہ کی بجائے، محبت ولگن کی داستانیں ہی بکھری نظر آتی ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ قرآن وسنت، فقہ، فلسفہ، طب اور دیگر علوم کی ترقی، ایک ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میلوں کا سفر، حکومت کے جبر کی بجائے لگن اور شوق کا ہی مرہونِ منت ہے۔ اس کے بجائے حکومتی جبر واکراہ کی بنیاد پر بننے والی دیوارِ چین اور اہرامِ مصر سے سوائے سیاحت اور معمولی آمدن کے دنیا کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

اُنہوں نے شاگرد کے ساتھ محبت کے رویہ کو اسلاف کا شعار قرار دیتے ہوئے کہا کہ قرآن وسنت میں علم، معلم اور متعلّم کی فضیلت کا مقصد بھی یہی ہے کہ معلم میں سکھانے کا شوق اور متعلّم میں سیکھنے کی لگن پیدا ہوجائے۔

☜ اس کے بعد اُنہوں نے 'اسلام میں سزا کے تصور' کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سزا بذاتِ خود مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد طلبا کو تنبیہ اور غلطی کا احساس دلانا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ سزا دیتے ہوئے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو شاگرد میں اُستاد اور مضمون کے خلاف

نفرت پیدا کردے۔ اُنہوں نے قرآن وسنت کی رُو سے سزا کے درج ذیل آداب بیان کئے:

① چہرے پر نہ مارا جائے کہ یہ انسانیت کی توہین ہے۔

② سزا دینے کے فوراً بعد طالب ِعلم کو کچھ پڑھانے کی بجائے اسے سوچنے کی مہلت دیں کہ اسے سزا کیوں ملی ہے؟ تاکہ اس کے اندر سے نفرت کے جذبات ختم ہوجائیں۔

③ طالب علم کو بطورِ سزا کلاس سے نہ نکالا جائے۔

④ نفسیاتی سزا میں بچے کو غربت اور باپ کے پیشہ کا طعنہ نہ دیا جائے۔ باپ کی اہانت جسمانی سزا کے مقابلہ میں بچے کو زیادہ ردِعمل کا شکار بنا سکتی ہے۔

⑤ بچے کو گالی نہ دی جائے، ورنہ وہ دل میں یا خالی کمرہ میں اونچی آواز میں اُستاد کو گالی دے گا۔ اُستاد ایک نمونہ اور کلاس کا بادشاہ ہوتا ہے اور طلبا اس کے طرزِ تکلم، بیٹھنے، اُٹھنے غرض ہر انداز کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

⑥ حکمت کے ساتھ طلبہ کو کوتاہی پر توجہ دلائی جائے۔ اگر دو بچے باتیں کررہے ہوں تو اُنہیں یہ کہہ کر ندامت کا احساس دلائیں: ہمیں بھی بتاؤ کہ تم کیا مفید باتیں کررہے تھے؟

اس کے بعد اُنہوں نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے امتحان میں نقل کے رجحان کو کم کرنے کا علاج یہ بتایا کہ پرچہ تخلیقی انداز کا ہو کہ محض رٹا کام نہ آسکے، نیز پرچہ نہ بالکل تفصیلات وتشریحات کا محتاج ہو اور نہ ہی کلی طور پر معروضی اور اشاراتی۔

اُنہوں نے طلبا کے لئے جرمانہ کے طریقہ کو اُستاد کی عزت میں کمی اور شاگردوں کی سبق سے غیر حاضری کا باعث قرار دیا۔

▣ نمازِ ظہر کے بعد شرکا کے لئے پرتکلف ظہرانہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ جہاں سے واپسی کے بعد ۲:۰۰ بجے پروگرام کے تیسرے سیشن کا آغاز قاری حمزہ مدنی کی تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔

✻ بعد ازاں IPS کے ڈائریکٹر جناب خالد رحمٰن نے 'شخصی و اداراتی نشوونما' کے موضوع پر اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے ترقی اور نشوونما کے حصول میں قوی اُمید کو اہم عنصر قرار دیا۔ اُنہوں نے صبح کے وقت فٹ پاتھوں پر بیٹھے ہوئے مزدوروں کی ایک تصویر کے تناظر میں یہ واضح کیا کہ اُمید انسان کو اقدام پر اُبھارتی اور نا اُمیدی انسان کو بے کاری اور گومگو کی

کیفیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اُنہوں نے جنگ کے ایک شعبہ 'نفسیاتی جنگ' کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ آج دشمن ہماری نفسیات پر اثر انداز ہونے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ وہ ہماری ایٹمی صلاحیت کو ہماری غلطی اور ہماری آبادی کو ہم پر بوجھ باور کروا رہا ہے اور ہمارے اپنوں نے بھی اسے اُمید افزا اور قابل فخر کارنامہ باور کروانے کی بجائے انہی کی زبان بولنا شروع کر دی ہے۔

اُنہوں نے چین، امریکہ، برازیل وغیرہ کثیر آبادی والے ترقی یافتہ ممالک کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کیا کہ ترقی اور آبادی میں منفی تعلق تلاش کرنا غلط ہے۔ اُنہوں نے پاکستان کی کثرتِ آبادی اور اس میں امریکہ اور جاپان وغیرہ ممالک کے مقابلے میں نوجوان آبادی کے تناسب کا زیادہ ہونا، سمندری بندرگاہوں اور دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی 'کے ٹو'، چاروں موسموں کا وجود، ہر طرح کی زمین، ہر قسم کی فصل، پھر سب سے بڑھ کر خاندانی ادارہ کا مستحکم ہونا جیسے امتیازات کو پاکستان کی اہم خاصیات قرار دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں شہد کی مکھی کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے معاشرے میں روشن پہلوؤں کو اُجاگر کر کے نوجوان نسل میں اُمید کی کرنیں روشن کرنا چاہئیں۔ اُنہوں نے کہا کہ دشمن ترقی کے پیمانے تبدیل کر کے ہمیں احساسِ کمتری میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم مایوس ہو کر ہر معاملہ میں ان کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو جائیں۔

اُنہوں نے کہا کہ ہمیں پروپیگنڈہ کا شکار ہونے کی بجائے دل و دماغ میں وسعت پیدا کرنا ہوگی اور مغرب کے متعارف کردہ ترقی کے پیمانوں پر از سرنو غور کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ ہمیں معاشرہ کو دونوں رخ دکھانے چاہئیں اور برائیوں کے پہلو بہ پہلو اچھائیوں کا ذکر بھی ہونا چاہیے تاکہ ہماری نسل نا اُمید ہو کر معاشرہ کا عضوِ معطل بننے کی بجائے پر اُمید ہو کر نئے عزم و حوصلہ کے ساتھ میدانِ عمل میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل بن سکے۔

اس لیکچر کا مرکزی موضوع 'اُمید افزا رجحانات کی تلاش اور تعمیری طرزِ فکر کی کوشش' رہا۔

* اس کے بعد پروفیسر حبیب الرحمٰن عاصم نے 'طرقِ تدریس' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے معلم کے لئے ضروری قرار دیا کہ

① وہ اپنے فن کا ماہر ہو۔ اس کے پاس علم کا اتنا سرمایہ موجود ہو کہ وہ طلبا کے سوالات کا

تسلی بخش جواب دے سکے، ورنہ اسے اس منصبِ رسالتؐ سے سبکدوش ہوجانا چاہئے۔

② اُنہوں نے اپنے پنجاب یونیورسٹی کے ایک اُستاد جو دورانِ تدریس بھی جامعہ اشرفیہ اور جامعہ تقویۃ الاسلام، شیش محل روڈ میں پڑھنے کے لئے جاتے تھے، کا حوالہ دیتے ہوئے ایک مدرّس کے لئے سیکھنے کے عمل اور سبق کے مطالعہ کو مسلسل جاری رکھنے پر زور دیا اور کہا کہ سیکھنے کا عمل درحقیقت طالبِ علمی کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ مشہور مقولے الحکمة ضالة المؤمن یأخذ ممّن سمعها ولا یبالي من أي فیه اور حضرت علیؓ کے قول: ''تم یہ مت دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے، دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟'' پیش کرکے انہوں نے توجہ دلائی کہ کسی بھی صاحبِ علم سے استفادہ کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

③ استاد کو چاہئے کہ طالبِ علم کی ذہنی صلاحیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات کرے۔

④ درجہ بندی، تدریج اور ارتقا کا اُصول پیش نظر رکھا جائے۔ ایسے اُصول و قواعد نہ پڑھائے جائیں جن کا اس وقت استعمال نہ ہورہا ہو، مثلاً ابتدائی کلاس کا طالب علم جب صرف صغیر اور کبیر پڑھتا ہے تو پریشان ہوجاتا ہے۔ نیز طالبِ علم کو آسان سے مشکل کی طرف لے جایا جائے مثلاً سبق کا آغاز ضَرَبَ سے کرنا ایک تو نفسیاتی لحاظ سے پریشان کن ہے دوسرا لفظ 'ض' مخرج کے اعتبار سے بھی مشکل ہے۔

⑤ تعلیم کے لئے سننے کا فطری طریقہ اختیار کیا جائے۔

⑥ غلطی پر حوصلہ شکنی کی بجائے کوشش کی حوصلہ افزائی کی جائے اور صحیح راستہ بتایا جائے۔

⑦ "ألزموا أولادکم" کے تحت اُستاد شاگرد کا باہمی تعلق اور وابستگی استوار رہنی چاہئے۔

⑧ طالبِ علم کو سوال کرنے پر اُبھارا جائے اور متعلّم بحیثیتِ مرشد نمونہ جات کے ذریعے خود سوال تخلیق کرے اور اُستاد کا سوال کرنے سے روکنا دراصل اپنی جہالت کا اعلان ہے۔

⑨ طالب علم اگر سیکھنے کی غرض سے دس بار بھی سوال کرے تو استاد کو جواب دینا چاہئے کیونکہ 'تکرار' تعلیم و تعلّم کا بنیادی عنصر ہے۔

⑩ طالبِ علم کو بار بار حصول علم بالخصوص جو مضمون آپ پڑھا رہے ہیں، اس کی ضرورت اور افادیت کا احساس دلایا جائے۔

⑪ حفظ وغیرہ جیسے تجدیدِ معلومات کے تمام طریقے اختیار کئے جائیں۔

* اس کے بعد جناب خالد رحمٰن نے شرکا کو پروگرام کے جائزہ کے لئے اپنے خیالات پیش کرنے کی دعوت دی۔

* تقریب میں شریک **مولانا شفیع طاہر** نے خاص طور پر پروفیسر حبیب الرحمٰن عاصم کی تقاریر کو انتہائی مفید اور مؤثر قرار دیتے ہوئے ملٹی میڈیا پروجیکٹر سے لیکچر کے دوران خواتین کی تصاویر کی پیشکش کو ہدفِ تنقید ٹھہرایا۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسے پروگرام میں ماحول کے پیش نظر مثالیں دی جائیں تو زیادہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ نیز سامعین کی اعلیٰ ذہنی صلاحیت کو سامنے رکھتے ہوئے گفتگو میں ایجاز واختصار اور اشاروں پر اکتفا کرنا بھی کافی ہوتا۔

* مہمانانِ گرامی میں سے **پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر** نے پروگرام کو مجموعی اعتبار سے نہایت مؤثر اور حوصلہ افزا قرار دیتے ہوئے جناب خالد رحمٰن کے لیکچر کو سراہا اور اس بات کی تائید کی کہ ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ﴾ اور «الإيمان بين الخوف والرجاء» کے تحت قوی اُمید واقعی انسانی ترقی اور نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ البتہ اُنہوں نے کہا کہ ان کے تمام خیالات سے اتفاق لازمی نہیں۔ اُنہوں نے 'طرقِ تدریس اور تعلیمی نفسیات' کے موضوع پر پروفیسر عاصم کے لیکچر کو بھی نہایت مؤثر قرار دیا۔

* **مولانا عبد السلام ملتانی** نے پروگرام کو مجموعی اعتبار سے مفید اور معلوماتی قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسی ورکشاپ یقیناً افراد کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اس نوعیت کی ورکشاپوں میں مقررین کو مناسبِ حال مثالیں پیش کرنا چاہئیں اور ہر دو احتمال رکھنے والے الفاظ کی بجائے صریح اور واضح الفاظ کو خطاب میں ترجیح دینا چاہئے۔

* **مرزا عمران حیدر** نے ایسے پروگرامز کے انعقاد کو حوصلہ افزا قرار دیتے ہوئے اسے باہمی افہام وتفہیم کی بہترین صورت قرار دیا۔ اُنہوں نے مدارس اور یونیورسٹیوں کے ماحول اور نصاب میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے درمیان اس نوعیت کی ورکشاپوں کو خوب سراہا۔

* اس دوران شرکا میں ایک جائزہ فارم تقسیم کیا گیا جس میں شرکا کے تعلیمی کوائف اور پروگرام کے بارے میں ان کے تاثرات اور تجاویز کی بابت پوچھا گیا تھا۔ شرکا نے اپنے اپنے

ذوق کے مطابق اسے پر کیا۔

✵ اس موقع پر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز کی طرف سے تمام مدارس کے نمائندگان کو دینی مدارس کے بارے میں اہم کتابوں کے سیٹ تحفۃً دیے گئے جبکہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کی طرف سے ماہنامہ 'محدث' کے ایسے شمارہ جات جن میں دینی تعلیم اور مدارس پر مضامین شائع کئے گئے تھے، بھی شرکا میں تقسیم کیے گئے۔

✵ آخر میں صدرِ مجلس مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ اُنہوں نے ایسی ورکشاپوں کو ذہنی اور فکری تربیت کے لئے نہایت اہم اور ان پروگراموں کے منتظمین کی کوششوں کو قابل قدر قرار دیتے ہوئے اس طرح باہم مل بیٹھ کر افہام وتفہیم اور اشتراکِ عمل کو آگے بڑھانے پر زور دیا۔

اُنہوں نے دینی مدارس پر زور دیا کہ وہ اپنے اپنے دائروں میں مطمئن ہونے اور انفرادیت میں مگن رہنے کی بجائے پوری اُمت کا احساس کرتے ہوئے قومی دھارے میں اپنا کردار ادا کریں کیونکہ اس وقت اصل کشمکش دین و لادینیت اور مغربی تہذیب کے درمیان ہے۔ اُنہوں نے ماضی کی روایات پر جمود اور بعض شخصیات کی آرا پر مضبوطی سے جم جانے کو اُمتِ مسلمہ کے مسائل کے حل میں اہم رکاوٹ قرار دیتے ہوئے ماضی سے زیادہ حال اور مستقبل کو اہمیت دینے پر زور دیا۔ شام کی چائے پر یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

عظیم خوشخبری

دعوت دین اور قرآنی علم و معارف کو گھر گھر پہنچانے کے لئے شہرہ آفاق اور قبولیت عام حاصل کرنے والی کتب تفاسیر انتہائی ارزاں تبلیغی نرخوں پر حاصل کریں

1- تفسیر ابن کثیر	ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھیؒ	5 جلدیں	-/490 روپے
2- تفہیم القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	6 جلدیں	-/770 روپے
3- معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	8 جلدیں	-/950 روپے

نوٹ: دو تصاویر اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضروری ہے۔
بیرون فیصل آباد کے احباب کتب منگوانے کے لئے مزید 100 روپے ڈاک خرچ بھجوائیں۔

دینی روحانی اور کاروباری مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں حل

فتاویٰ آن لائن

مفتی مولانا محمد اسحاق جہال والے

پورے ملک سے کال کرنا بالکل مفت
0800-11777

ہر اتوار عصر تا مغرب
رمضان المبارک: ہر روز عصر تا مغرب

رابطہ کیلئے: میاں طاہر 0304-3010777

مرکز الحرمین الاسلامی گل بہار کالونی مین ستیانہ روڈ فیصل آباد - پاکستان